

سیرت النبی امام طبرانی کی معجم کبیر کی روشنی میں، ترجمہ و تحقیق
(پیدائش سے بعثت تک)Biography of Prophet in the Light of Mujam Ul Kabeer
Lil Tabrani, Translation & Research
(From Birth to Prophet Hood)

*مریم حامد

ABSTRACT

Imam Tabrani was a man of extraordinary knowledge and grace in his time. You were well known for mythology and many narrations. Your book Majam Ul Kabeer is the main source of Hadiths of Prophethood, and Shah Walliullah mentioned it in the third category of Hadith books.

Sirat-i-Nabi has always been an active topic, and has become the focus of interest of students and researchers. The Quran and the hadith are the main sources of the Sirat-i-Nabi.

In this article, the narrations of Mujam Ul Kabeer Lil Tabrani are structured according to the events of the Seerat and it has been translated and researched in Urdu. Anyhow, it contains the first part of the Prophet's biography, i.e., from birth to Prophet Hood.

تعارف

امام طبرانی اپنے عصر کے عظیم محدث اور علم و فضل کے دلدادہ تھے۔ آپ علو اسناد اور کثرت روایات میں بے مثل تھے۔ آپ کی کتاب المعجم الکبیر احادیث نبوی ﷺ کے بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے اور شاہ ولی اللہ نے اس کو تیسرے درجہ کی کتب حدیث میں شمار کیا ہے۔

سیرت النبی ﷺ ہمیشہ سے ایک سرگرم موضوع رہا ہے، اور طلباء اور محققین حضرت کی دلچسپی کا مرکز بنا ہے۔ سیرت طیبہ ﷺ کا اصل ماخذ قرآن و احادیث مبارکہ ہیں۔ اس آرٹیکل میں معجم الکبیر للطبرانی کی روایات کو سیرت کے واقعات کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے اور اس کا اردو ترجمہ اور تحقیق پیش کیا گیا ہے۔ بحر حال یہ سیرت النبی ﷺ کا ابتدائی حصہ یعنی پیدائش سے بعثت تک مرتب ہے۔

*یکچجر، اسلامیات، شہید بے نظیر بھٹو ڈیمن یونیورسٹی

حضرت محمد ﷺ کا حسب و نسب

نبی ﷺ کا سلسلہ نسب یہ ہے: محمد بن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف ابن قصی ابن کلاب ابن مرہ ابن کعب ابن لوئی ابن غالب ابن فہر (آپ کا لقب قریش تھا جس کی طرف قبیلہ قریش منسوب ہے) ابن مالک ابن نصر ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن الیاس ابن مضر ابن نزار ابن معد ابن عدنان ہے۔ مورخین کا معد ابن عدنان تک اتفاق ہے۔ اس کے بعد عدنان سے حضرت اسماعیل تک کے شجرہ نسب میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ تاہم امام بخاری نے اپنی تاریخ میں عدنان سے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک نام ذکر کیے ہیں۔ یعنی عدنان ابن عددا ابن المقوم ابن تاریخ ابن یعر ب ابن شجب ابن نابت ابن اسماعیل ابن ابراہیم۔

نبی ﷺ کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب ابن عبد مناف ابن زہرہ ابن کلاب ابن مرہ تھیں۔ آپ ﷺ کا سلسلہ مادری میں زیادہ تر نام فاطمہ اور عاتکہ تھے۔¹

[حضرت سیابہ بن عاصم سلمی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین کے دن فرمایا: میں عواتک کی اولاد

ہوں۔]²

[حضرت اشعث بن قیس فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس قبیلہ کندہ کے ساتھ گروہ میں آئے، میں اپنے کو ان سے افضل نہیں دیکھتا تھا، میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! ہم سمجھتے ہیں کہ آپ ہم میں سے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! ہم بنو نصر ابن کنانہ ہیں، نہ ہم اپنی ماں پر تہمت لگاتے ہیں اور نہ ہم اپنے باپ کی نفی کرتے ہیں۔ حضرت اشعث بن قیس نے عرض کہا: یا رسول اللہ! میں کسی کو بھی قریش کی نفی کرتے ہوئے سنوں تو اس کو کوڑے ماروں گا۔]³

قبیلہ قریش کی فضیلت

[حضرت زید ابن اسلم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ابن خطاب نے حضرت علی کو بلوایا، اور ان سے کوئی سرگوشی کی، پھر حضرت علی کھڑے ہوئے اور مقام صفہ پر آئے، وہاں حضرت عباس، عقیل، حسین کو پایا، وہاں آپ نے ان سے حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر سے کرنے کا مشورہ کیا تو حضرت عقیل غصہ ہوئے، فرمایا: اے علی! دن، مہینے اور سال تیرے معاملے میں اندھے پن کے سوا کچھ نہیں بڑھائیں گے۔ اللہ کی قسم! اگر آپ نے یہ کام کیا تو یہ ہو جائے گا، انہوں نے کچھ اشیاء کا ذکر کیا، اور اپنا لباس کھینچتے ہوئے چلے گئے۔ حضرت علی نے حضرت عباس سے کہا: اللہ کی قسم اس کی طرف سے کیا نصیحت ہے؟ لیکن دُڑہ عمر اُسے وہاں لے آئی جو اس نے دیکھا۔ خدا کی قسم اے عقیل تجھ میں کیا خواہش ہے۔ مجھے حضرت عمر نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: قیامت کے دن ہر نسب

و سبب ختم ہو جائے گا سوائے میرے سبب اور نسب کے۔ حضرت عمر مسکرائے اور کہا: حضرت عقیل کے لیے افسوس ہے کہ آپ نے سمجھ داری کی بات نہیں کی ہے۔^[4]

[حضرت حنن بن معتر فرماتے ہیں کہ میں نے ابوذر کو کعبہ کے دروازے کے ستونوں کو پکڑے ہوئے دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے: جس نے مجھے پہچانا اس نے مجھے پہچانا اور جس نے مجھے نہیں پہچانا میں ابوذر غفاری ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میری اہل بیت کی مثال نوح علیہ سلام کی کشتی کی طرح ہے کہ جو اس میں سوار ہوا وہ اسے نجات مل گیا۔ اور جو سوار نہ ہوا تو ہلاک ہو گیا، اور اس کی مثال بنی اسرائیل کے دروازے حط کی طرح ہے۔^[5]

[حضرت انس ابن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قریش کی توہین کی، اس کو اللہ اسکی موت سے پہلے ہلاک کرے گا۔^[6]

[حضرت عدی بن خاتم فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب آپ ﷺ بدر سے تشریف لائے تو انصار میں سے ایک شخص نے کہا: ہمیں ان کمزور اونٹوں کے علاوہ کچھ نہیں ملا۔ پس ہم نے انہیں ذبح کر دیا۔ پس نبی ﷺ کا چہرہ مبارک بالکل انار کے دانے جیسا لال ہو گیا، پھر فرمایا: اے میرے بھتیجے! ایسا مت کہو! یہ سب قریش کے بڑے سردار ہیں، اگر تو ان کو مکہ میں اپنی مجالس میں دیکھ پاتے تو تجھ پر ہیبت طاری ہو جاتی۔ پس قسم خدا کی! میں مکہ آیا اور انکو مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھا، پس انکی ہیبت کی وجہ سے مجھے ان کو سلام کرنے کی ہمت نہیں ہوئی، پس میں نے حضور ﷺ کی بات ذکر کی: اے لوگو! قریش سے محبت کرو، پس جو بھی قریش سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور اور جو بھی قریش سے بغض رکھتا ہے پس وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے، اور بے شک اللہ نے میرے لیے میری قوم کو پسند فرمایا ہے پس میں ان پر غصہ کرنے میں جلدی نہیں کرتا اور نہ میں انعام مانگنے میں کثرت کرتا ہوں، اے اللہ! تو نے قریش کے پہلے لوگوں کو سزا دی ہے انکے آخری لوگوں کو نعمت عطا فرما۔ مگر یہ کہ اللہ میرے دل کی حالت اچھی طرح جانتا ہے کہ میں اپنی قوم سے کتنی محبت کرتا ہوں، پس اللہ نے مجھے انکے متعلق خوش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ اور مومن جنہوں نے تمہاری پیروی اختیار کی ہے، ان سے شفقت اور مہربانی سے پیش آؤ۔" یعنی میری قوم مراد ہے، پس سب تعریفیں اللہ کے لیے ہے جس نے صدیق، شہید اور آئمہ کو میری قوم سے بنایا، پس اللہ اپنے بندوں کو التماس ہے پس عرب میں سے بہتر قریش ہیں اور وہ، وہ درخت ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "کلمہ طیبہ کی مثال وہ پاک درخت کی طرح ہے۔" یعنی مراد قریش ہیں۔ "جس کی جڑ زمین میں مضبوط ہے" آپ ﷺ فرماتے ہیں: یعنی اس کی جڑ معزز ہے۔" اور اس کی شاخ آسمان میں ہیں۔" اور فرماتے ہیں: اور عزت جو اللہ نے انکو اسلام کے ذریعے بخشی ہے جو

انکو ہدایت دی ہے اور انکو اپنا بنایا ہے، پھر انکے بارے میں کتابِ محکم سے سورۃ نازل فرمائی؛ چونکہ (اللہ) نے قریش (کے دلوں) میں ایک رغبت پیدا کر دی۔ ان کو جاڑے اور گرمی کے سفر کی رغبت دلائی۔ لہذا انہیں چاہئے کہ وہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور خوف کی حالت میں امن میں رکھا۔^[7]

حضرت عبد اللہ کی حضرت آمنہ سے شادی

حضرت عبد اللہ کی شادی قبیلہ زہرہ کے حضرت آمنہ بنت وہب ابن عبد مناف ابن زہرہ ابن کلاب سے ہوئی جو قریش کے تمام خاندانوں میں ممتاز تھیں۔ حضرت عبد اللہ شادی کے بعد دستور کے مطابق تین دن تک سسرال میں رہے اور پھر گھر آگئے۔

عبد اللہ تجارت کی عرض سے شام گئے اور واپسی پر راستہ میں آپ بیمار ہو گئے اور مدینہ میں رہ گئے اور یہیں وفات پا گئے۔ اس وقت نبی ﷺ کی ولادت نہیں ہوئی تھی۔

[حضرت ابن عباس اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد المطلب نے فرمایا: میں ایلاف کے دو سفروں میں سے ایک پر یمن گیا، میں ایک یہودی آدمی کے پاس اترا، دیوار والوں میں سے ایک آدمی نے مجھے دیکھا، اس نے میری نسبت لی، میں نے اسکی نسبت لی۔ اس نے کہا: آپ مجھے میں اپنا کوئی حصہ دیکھنے کی اجازت دیں گے؟ میں نے کہا: ہاں! مگر شرمگاہ نہیں۔ اس نے میری ایک پنڈلی سے کپڑا اٹھایا اور اسے دیکھا، پھر دوسری کو دیکھا، اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے ایک ہاتھ میں بادشاہی ہے اور دوسرے میں نبوت اور میں یہ بنی زہرہ میں پاتا ہوں۔ اس نے کہا: یہ کیسے ہوگا؟ میں نے کہا: میں نہیں جانتا ہوں۔ اس نے کہا: کیا آپ کا شامہ ہے۔ میں نے کہا: شامہ سے کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا: بیوی! میں نے کہا: ابھی نہیں۔ اس نے کہا: جب آپ واپس جائیں گے تو آپ نے بنی زہرہ میں شادی کرنی ہے۔ حضرت عبد المطلب واپس آئے، حضرت ہالہ بنت وہیب ابن عبد مناف ابن زہرہ سے شادی کی، ان سے حمزہ اور صفیہ کی ولادت ہوئیں۔ حضرت عبد اللہ نے حضرت آمنہ بنت وہب سے شادی کی۔ قریش نے کہا: عبد المطلب نے اپنے بیٹے کے لیے ایک انتخاب کیا ہے۔ آپ کے ہاں حضور ﷺ کی ولادت ہوئی۔ حضرت حمزہ رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی ہیں، دونوں نے حضرت ثویبہ، ابو لہب کی لونڈی کا دودھ پیا ہے، آپ رسول اللہ ﷺ سے عمر میں بڑے تھے۔^[8]

والدہ کا نام

[عبد الرحمن بن میمون فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے کہا: میں نے زید ابن سالم سے عرض کیا کہ نبی

ﷺ کی والدہ کا کیا نام ہے؟ پس اس نے کہا: آمنہ بنت وہب۔^[9]

قریش کا خاندانی پیشہ

قریش کا خاندانی پیشہ تجارت تھا۔ ان کے تجارتی قافلے سردی میں یمن اور گرمی میں شام اور ایشیائے کوچک تک جاتے تھے۔ تاہم عرب میں راستے محفوظ نہیں تھے اور تجارتی آمد و رفت امن و سلامتی کے بغیر ممکن نہیں۔ چنانچہ نبی ﷺ کے پردادا ہاشم نے مختلف قبائل میں دورہ کر کے قبائل سے امن کا معاہدہ کیا اور اس طرح عرب میں باوجود عام لوٹ مار کے قریش کا تجارتی قافلہ ہمیشہ محفوظ رہتا تھا۔

[آسماء بنت یزید فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا: اے قریش! تمہاری مائیں خاک آلود ہو کیونکہ تمہیں سردی اور گرمی کی اسفار بھاتی ہیں۔¹⁰]

حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد

[حضرت سمرہ فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا: حضرت نوح کے بیٹے سام، یافث اور حام تھے۔¹¹]

[حضرت سمرہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: سام عرب کا باپ ہے اور حام حبشہ کا باپ ہے اور یافث

روم کا باپ ہے۔¹²]

قوم سباء

سبائ یمن میں ایک جگہ ہے، جو صنعاء اور حضرموت کے وسط میں ہے، اس کا مرکز شہر مارب تھا، اس علاقے کو سبائ اسلئے کہتے ہیں کہ اس علاقہ میں سبا بن یثجب ابن یثرب ابن قحطان کی ایک شاخ آباد تھی۔ سبائ کا اصل نام عبد شمس ابن یثجب ابن قحطان تھا۔

قوم سبائ یمن میں رہتی تھی، یہ لوگ بہت اسودہ حال اور نعمتوں میں تھے، اللہ کے نبی ان کے پاس دعوت توحید لے کر آئے اور ان کو شکر کرنے کی اور اللہ واحد لا شریک کی عبادت کرنے کی تلقین کی۔ کچھ عرصہ تک یہ لوگ اسی طریقہ پر رہے، پھر ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سیل ارم نامی عذاب نازل فرمایا جس سے انکے تمام باغات اور کھیت ہلاک ہو گئے۔ اسکے بعد قوم سبائ کے کچھ لوگ ادھر ادھر کے علاقوں میں پھیل گئے تھے۔ کچھ شام چلے گئے تھے، جبکہ دو قبیلے اوس و خزرج مدینے میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ جبکہ یمن میں مقیم قبائل اسلام کے آنے کے بعد مسلمان ہو گئے۔ اور حضرت ابو بکر کے دور میں وہاں مکمل طور پر اسلامی حکومت قائم ہو گئی تھی۔¹³

[حضرت فروہ بن مسیک فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

یا رسول اللہ! میری قوم کے جو لوگ سامنے آچکے ہیں، یعنی ایمان لایچکے ہیں، کیا میں انہیں لے کے قوم کے ان لوگوں سے

لڑوں جو پیچھے جا پڑے ہیں، یعنی ایمان نہیں لائے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا؛ کیوں نہیں۔ بعد میں مجھے دوسرا خیال آیا تو میں نے پھر گزارش کی: یا رسول اللہ! نہیں، وہ بات نہیں، بلکہ اہل سباکہ یہ لوگ بڑے غلبے والے اور نہایت طاقتور ہیں۔ آپ ﷺ نے مجھے اس مہم کا امیر بنایا اور اہل سباکہ سے لڑنے کی اجازت عطا فرمائی۔ جیسے ہی میں نبی ﷺ کے پاس سے نکلا، اللہ تعالیٰ نے قوم سباکہ کے متعلق جو وحی بھیجی تھی بھیج دی۔ پھر آپ ﷺ نے استسفا فرمایا: عطیفی نے کیا کیا؟ میرے گھر پر آدمی بھیجا میں چل چکا تھا، قاصد نے مجھے وہاں ناپایا، راستے میں آلیا، جب میں آپ ﷺ کی جناب میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کو اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے ہوئے پایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قوم سباکہ کو اسلام کی دعوت دے، ان میں سے جو اس دعوت کو مان لے اور مسلمان ہو جائے اس کو قبول کرو اور جو انکار کرے اس پر جلدی نہ کر، حتیٰ کہ اس کا تذکرہ مجھ سے کر۔ حاضرین میں سے ایک آدمی نے سوال کیا: یا رسول اللہ! سباکہ ہے، یہ کوئی زمین ہے یا کسی عورت کا نام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ زمین ہے نہ عورت، یہ ایک آدمی ہے جس کے دس بیٹے تھے، چھ یمن میں آباد ہوئے اور چار شام میں۔ پس شامین لحم، جذام، عاملہ اور غسان ہیں جبکہ یمن والے یہ ہیں: مذحج، کندہ، آزد، اشعری، انمار، اور حمیر۔ پس ایک آدمی نے سوال کیا: یا رسول اللہ! یہ انمار کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بحیل اور ختم ہیں۔^[14]

پیدائش

رسول اللہ ﷺ مکہ میں 9 ربیع الاول عام الفیل کو واقعہ فیل سے 50 یا 55 دن بعد بروز دوشنبہ صبح کے وقت بمطابق 20 یا 22 اپریل 571ء میں پیدا ہوئے۔ ولادت کے بعد آپ کے دادا عبدالمطلب آپ کو بیت اللہ شریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اور آپ کا نام "محمد" رکھا۔¹⁵

ابن ہشام کے مطابق پیر کے دن بارہویں ربیع اول کو پیدا ہوئے۔¹⁶

[ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ عام فیل کو پیدا ہوئے۔^[17]

[عبد اللہ بن قیس اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عام فیل کو پیدا ہوئے۔ اور واقعہ فیل اور حرب فجار کے درمیان بیس سال کا عرصہ ہے، فرمایا کہ اسے فجار کہو کیونکہ اسمیں فجار ہو اور وہ چیزیں حلال ہو گئی جو حرام تھی، اور تعمیر کعبہ اور حرب فجار کے درمیان پندرہ سال کا عرصہ ہے، اور تعمیر کعبہ اور بعثت نبی کے درمیان پانچ سال کا عرصہ ہے، پھر نبی ﷺ مبعوث ہوئے، اور وہ چالیس سال کے تھے۔¹⁸

[ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی ص ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے۔ اور پیر کے دن مکہ سے نکلے، اور پیر کے دن

مدینہ میں داخل ہوئے، اور پیر کے دن بدر فتح کیا، اور پیر کے دن سورۃ مائدہ نازل ہوا: (آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین

مکمل کیا) اور پیر کے دن رکن کو اونچا کیا گیا، اور پیر کے دن نبی ﷺ کی رحلت ہوئی۔^[19]

رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے وقت پیش آنے والے واقعات

رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے وقت کچھ عجیب واقعات رونما ہوئے۔ آپ ﷺ کی ولادت سے شام کے محلات روشن ہو گئے، ایوان کسری کے محل کی دیواروں میں شگاف پڑھ گیا تھا اور مجوس کا آتش کدہ بجھ گیا۔²⁰

[حضرت عثمان ابن ابی عاص سے روایت ہے کہ مجھے میری ماں نے فرمایا: حضرت آمنہ کے ہاں جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو میں وہاں موجود تھی، پس جب ان کو زچگی کا درد شروع ہوا تو میں نے ستاروں کو دیکھا کہ لٹکی ہوئی ہے یہاں تک کہ میں نے کہا کہ ابھی مجھ پر گر جائے گی۔ پس جب آپ نے رسول اللہ ﷺ کو جنا تو آپ سے ایک نور خارج ہوا جس نے پورے گھر کو روشن کیا پس مجھے سوائے نور کے اور کچھ نظر نہیں آیا۔^[21]

[عرباص ابن ساریہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ ہوں اور خاتم النبیین ہوں، اور آدم کی ابھی ہیبت مٹی میں تھی۔ اور میں تم لوگوں کو اس سے خبردار کروں گا کہ میں میرے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعوت ہوں، عیسیٰ کا مرثد ہوں، اور اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا، اور اس طرح تمام انبیاء کی مائیں دیکھتی ہیں۔ اور آپ ﷺ کی ماں نے آپ ﷺ کی ولادت کے دوران ایک روشنی دیکھی جس نے شام کے محلات روشن کئے۔^[22]

رضاعت

آپ ﷺ کی پہلی رضاعی ماں آپ کی سگی والدہ حضرت آمنہ ہے، اور دوسری ماں ابو لہب کی لونڈی ثویبہ ہے۔ جس نے حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔

پھر تھوڑے عرصے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ کو آپ ﷺ کی رضاعت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اس زمانے میں رواج کہ تھا شہر کے امیر اور معزز لوگ اپنے شیر خوار بچوں کو دیہاتی عورتوں کے سپرد کرتے تھے تاکہ بچپن ہی میں خالص اور سلیس عربی زبان سیکھ سکے۔ لہذا نبی ﷺ کو قبیلہ بنی سعد بن بکر کی خاتون حضرت حلیمہ بنت ابی ذویب کے سپرد کر دیا۔ ان کے شوہر کا نام حارث ابن عبد العزی اور کنیت ابو کبشہ تھی۔ آپ کا تعلق بھی قبیلہ بنی سعد ہی سے تھا۔²³

[حلیمہ بنت ابی ذویب سعدیہ! اور آپ کا نام ابی ذویب عبد اللہ ابن حارث ابن حبان ابن سعد ابن بکر ہے آپ کا تعلق بنی سعد ابن بکر ابن ہوازن سے ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ ہیں جنہوں نے آپ کی رضاعت اور پرورش

کی۔^[24]

[حضرت عبد اللہ ابن جعفر ابن ابی طالب فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت حلیمہ بنت ابی ذؤیب سعدیہ، جو سعد ابن بکر ابن ہوازن سے تھی اور جس نے رسول اللہ ﷺ کی رضاعت اور پرورش کی، نے فرمایا: قحط سالی کی وجہ سے ہمیں بہت تکلیف پہنچی تھی ہم انتہائی کمزور ہو چکے تھے، چنانچہ ہم بنی سعد ابن بکر کی خواتین کے ہمراہ مکہ آئے تاکہ رضاعت کے لیے کوئی بچہ حاصل کریں۔ پس جب ہم مکہ آئے تو ہم میں سے ہر عورت کو نبی ﷺ کو رضاعت کے لیے پیش کئے گئے۔ پس سب نے آپ کو قبول کرنے سے انکار کیا اور اسے ناپسند کیا۔ اور یہ اس لیے کہ اس کا باپ نہیں تھا۔ اور دودھ پلانے والیاں باپوں سے ہی معاوضہ کی امید رکھتی تھیں۔ اور ہر عورت کہتی: میں اسکا کیا کروں گی؟ اسکی ماں اسکے لیے کیا کر سکتی ہے؟۔ پس وہ آپ کو ناپسند کرتے تھے۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں: مجھے نبی ﷺ کی پیش کش کی گئی پس میں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ میری قوم میں سے کوئی ایسی خاتون نہیں تھی جس کو کوئی بچہ نہ ملا ہو۔ وہ سب اپنے گھروں کو لوٹ گئیں۔ پس میں ڈر گئی کہ ایسا نہ ہو کہ بچہ لیے بغیر واپس لوٹوں۔ پس میں نے اپنے شوہر سے کہا: اگر میں اس یتیم بچے کو لوں تو یہ خالی ہاتھ لوٹنے سے بہتر ہے۔ پس میں آپ کی والدہ کے پاس آئی اور میں نے آپ کو لے لیا اور اپنے گھر لے گئی۔ اور میرا ایک بیٹا تھا جسکو میں دودھ پلاتی تھی۔ اور وہ ساری رات بھوک کی وجہ سے سوتا نہیں تھا۔ پس جیسے ہی میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی چھاتی کو ڈالا تو آپ کے لیے اتنا دودھ پیدا ہوا کہ آپ اور آپ کے بھائی نے پی لیا اور سو گئے۔ اور رات کے وقت میرا شوہر اپنی اونٹنی کے پاس گیا۔ قسم خدا کی! اسمیں ایک قطرہ ہو۔ حلیمہ فرماتی ہیں: جب اسنے اپنا ہاتھ اسکے تنوں پر رکھا تو اسکا بھی دودھ اتر ہوا تھا۔ پس وہ میرے پاس آیا اور کہا: اے بنت وہب! قسم ہے خدا کی! میرا خیال ہے یہ مبارک وجود ہے۔ پھر اسنے مجھے اونٹنی کی خبر دی۔ پھر میں نے اسکو اپنی چھاتی کی خبر دی جو میں نے اس رات دیکھی تھی۔ پھر ہم اپنی گدھی پر وہاں سے روانہ ہوئے۔ اس سے پہلے اس میں کمزوری آتی تھی۔ پس جب ہم اس پر سے گزر کر اپنے شہر پہنچنے لگے۔ قوم آگئی یہاں تک کہ مجھے ڈانٹنے لگی: تمہارا ستیاناس ہو اے بنت ابی ذؤیب! تم ہم سے الگ ہو گئی۔ یہ تمہاری وہ گدھی ہے۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں: پھر ہم بنی سعد بن بکر کے علاقے میں آ گئے۔ ہم نے آپ میں صرف برکت جانی، یہاں تک کہ ہمارے چرواہا بھی ہماری بکریاں لے جاتا تھا تو خوب چراتے تھے۔ اور ہماری قوم اپنی بکریاں بھجیتا تھا تو اگر رات بھر چرتے تو ہماری بکریاں دودھ سے بھری ہوئی واپس آتیں، جبکہ انکے بکریوں میں ایک بکری میں بھی قطرہ دودھ نہیں ہوتا تھا۔ تو وہ لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے تھے: تمہارا ستیاناس! اس جگہ بکریاں چرواہاں حلیمہ کا چرواہا چراتا ہے۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں: پس وہ پھر ہمارے ساتھ ہوتے تھے۔ پھر ایک دن آپ اور آپ کے بھائی ہمارے گھروں کے پیچھے ہماری بکری کے بچے کے ساتھ کھیل رہے تھے، جب اسکا بھائی دوڑتا ہوا آیا۔ اور کہا میرے قریشی بھائی کا قتل ہو گیا ہے۔ پس میں اور آپ کے والد

جلدی سے آپ کی طرف دوڑ کر آئے۔ پس ہم نے آپ کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا پایا۔ پھر ایک دفعہ میں نے آپ کو اپنے ساتھ اور ایک دفعہ آپ کے والد نے ملایا۔ ہم نے آپ سے کہا: اے میرے بیٹے تمہیں کیا ہوا ہے۔ پس آپ فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا۔ میرے پاس دو آدمی آئے دونوں نے مجھے لٹایا۔ پس انہوں نے میرا پیٹ چیر دیا۔ ہم ان کے ساتھ ملے اور ان کی رنگت اڑی ہوئی تھی۔ پس آپ کے والد میرے پاس آئے اور کہا: اس لڑکے کے ساتھ کوئی نہ کوئی معاملہ ہے۔ اسکو اسکے گھر والوں کو لوٹا دو۔ اس کو ہماری طرف لے آرہے تھے، مجھ سے ان کے باپ ملے۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں: مجھے ہمت نہیں ہو رہی تھی یہاں تک کہ میں آپ کو آپکی والدہ کے پاس مکہ لے آئی۔ اور ان سے کہا: بے شک میں نے اپنے بیٹے کی پرورش کی ہے۔ میں نے اس سے کہا: اے ماں! میں نے بچے کا دودھ چھڑا دیا ہے، اب یہ اپنی دیکھ بھال کر سکتا ہے۔ اب اس کو خود سنبھلے دو۔ اس نے کہا: تجھے کیا ہو گیا ہے کہ اس میں رغبت رکھتی ہو اس سے پہلے تو اس سے اپنے پاس رکھنے کی درخواست کرتی تھی گویا کہ تجھے اب اس پر شیطان سے خوف ہے۔ پہلے میں تجھے اپنے اور اس کے بارے میں بتا دوں میں نے اس جتنے وقت دیکھا کہ مجھ سے ایک روشنی نکلی جس نے سر زمین شام کے شہر بصری کے محلات پر نور کیے۔^[25]

شق صدر

آپ ﷺ تقریباً چار پانچ سال تک قبیلہ بنو سعد ہی میں رہے یہاں تک شق صدر یعنی سینہ مبارک چاک کئے جانے کا واقعہ پیش آیا۔ امام طبرانی نے اس واقعے سے متعلق حدیث کا ایک طرف بیان کیا ہے اور پوری حدیث ذکر نہیں کی۔ تاہم دوسرے کتب حدیث میں یہ حدیث تفصیلاً موجود ہے۔

[انس ابن مالک سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جبریل نے آپ ﷺ کا دل سونے کی ٹرے میں

نکالا، اسکو دھویا پھر اسمیں حکمت اور نور یا حکمت اور علم ڈال دیا۔^[26]

رسول اللہ ﷺ کی حضرت خدیجہ سے شادی

حضرت خدیجہ ایک شریف، مالدار اور تاجرہ عورت تھیں۔ حضرت خدیجہ کا نسب جو تھی پشت میں آپ ﷺ سے ملتی ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد ابن اسد ابن عبد العزی ابن قصی ابن کلاب ابن مرہ ابن کعب ابن لوئی ابن غالب۔ ایک بار آپ ﷺ حضرت خدیجہ کا تجارتی مال ملک شام میں فروخت کرنے کے لیے لے گئے۔ اس سفر میں آپ ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کا غلام میسرہ بھی تھا۔ اس سفر میں آپ ﷺ کو کافی منافع ہوا۔ اس دوران آپ ﷺ کے کچھ خارق عادت واقعات پیش آئے اور میسرہ نے اس کا مظاہرہ دیکھا اور واپسی پھر حضرت خدیجہ کو تمام ماجرہ سنایا۔ حضرت خدیجہ آپ ﷺ سے بہت متاثر ہوئیں اور آپ ﷺ کو اپنی سہیلی کے ذریعے نکاح کا پیغام بھیجوادیا۔

آپ ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب سے مشورہ کرنے کے بعد حضرت خدیجہ کا پیغام نکاح قبول کیا۔ اس طرح آپ ﷺ کی شادی حضرت خدیجہ سے بیس اونٹ مہر پر طے پائی۔ اور یہی آپ ﷺ کی پہلی زوجہ تھیں آپ ﷺ نے آپ کی حیات مبارکہ میں کسی اور سے شادی نہیں کی۔ شادی کے وقت آپ ﷺ پچیس سال اور حضرت خدیجہ چالیس سال کی تھیں۔²⁷

[ابن عباس سے روایت ہے، اور اس میں گمان ہے کہ حماد ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے خدیجہ بنت خویلد سے ذکر کیا، اور آپ کے والد کی خواہش تھی کہ انکی شادی کرالیں، اور آپ نے کھانے پینے کا انتظام کیا اور اپنے والد اور قریش کے چند لوگوں کو بلایا اور انہیں کھلایا پلایا یہاں تک کہ وہ خوب سیر ہو گئے، پھر خدیجہ نے اپنے والد سے فرمایا کہ محمد بن عبد اللہ نے مجھے پیغام بھیجا ہے۔ کھڑے ہو جاؤ اور انکی شادی کر دیجئے! پس اس نے آپ کو یہاں۔ پھر آپ نے آپ نے انکو زرد رنگ لگایا اور کپڑے پہنائے اور عرب کا رواج تھا کہ وہ اپنی بیٹیاں بیاتے وقت ایسا کرتے تھے۔ پس جب اسکا نشہ اتر گیا اور کہ اسے زرد رنگ لگا ہوا ہے اور نئے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ پوچھا: مجھے کیا ہوا ہے؟ کہتے ہیں کہ خدیجہ نے کہا: تو نے مجھے محمد سے بیابا ہے۔ تو اسنے کہا: کیا میں نے آپ کی شادی ابوطالب کے یتیم بھتیجے سے کی ہے؟ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ پس خدیجہ نے کہا: تجھے اس بات پر شرم نہیں آتی کہ خود کو لوگوں اور قریش سے بے وقوف کہلاتے رہیں۔ اور انہیں ایسی بات سے آگاہ کرتے ہو کہ تم نشے میں تھے۔ وہ اس بات پر جے رہے یہاں تک کہ راضی ہو گئے۔²⁸

[قتادہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پندرہ عورتوں سے شادی کی تھی جن میں چھ قریش سے تھیں، ایک قریش کے حلیفوں میں سے تھیں اور سات باقی عرب سے تھیں۔ اور ایک بنی اسرائیل سے تھیں، اور جاہلیت میں ایک کے علاوہ کسی سے کوئی شادی نہیں کیں، اور ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ پس جاہلیت میں جس سے شادی کی تھی وہ خدیجہ بنت خویلد ابن اسد ابن عبد الغزی ابن قصی تھیں۔ پہلے آپ کی شادی عتیق ابن عانذ ابن عبد اللہ ابن عمر ابن مخزوم سے ہوئی تھی، پھر عتیق کے بعد ابوالہ ہند ابن زرارہ ابن نباش ابن صرد ابن سلامہ ابن جروہ ابن اسید ابن عمر ابن تمیم سے شادی کی اور اس سے آپ کے ہاں ہند ابن ہند پیدا ہوئے۔ زہیر نے کہا کہ یونس بن عمید نے فرمایا کہ ہند بصرہ میں دریا کو عبور کرتے ہوئے جا رہے تھے کہ وہاں ہلاک ہو گئے، اب وہاں کوئی بازار یا چراگاہ نہیں ہے پھر ان دونوں کے بعد رسول اللہ ﷺ سے شادی کی، پس جاہلیت میں اسکے ہاں عبد مناف پیدا ہوئے اور حالت اسلام میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔²⁹

[حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ ہجرت سے تین سال پہلے یام کو پیش وفات پا گئیں۔ اور حضرت خدیجہ کی رحلت کے فوراً بعد حضرت عائشہ سے شادی کیں۔ اور حضرت خدیجہ کی وفات تک کسی سے شادی نہیں کیں۔³⁰]

تعمیر کعبہ

خانہ کعبہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا گھر ہے۔ جس کو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل ہوئی تھی۔ آدم علیہ السلام کی زمین پر بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو خانہ کعبہ تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ آدم علیہ السلام کو جگہ کا پتا نہیں تھا ایک فرشتہ نے اللہ کے حکم سے آدم علیہ السلام کی رہنمائی کی اور انہیں مکہ لے گئے۔ انہوں نے خانہ کعبہ کو پانچ پہاڑوں سے تعمیر کیا، طور سینا، طور زیتون، کوہ لبنان، کوہ جود اور حراء جس سے کعبہ کی بنیادیں استوار کیں۔ جب اس کی تعمیر مکمل ہو گئی تو وہ فرشتہ انہیں میدان عرفات لے گیا۔ اور تمام مناسک حج بتائے جن پر لوگ آج بھی عمل کرتے ہیں۔ اس کے بعد آدم علیہ السلام ایک ہفتہ تک بیت اللہ کا طواف کرتے رہے۔³¹

دوسری مرتبہ بیت اللہ شریف کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مل کر کی۔ اور اس کے بعد اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام لوگوں کو اس کے حج کرنے کی دعوت دی۔³² تیسری بار جب رسول اللہ ﷺ پینتیس سال کے تھے تو قریش نے خانہ کعبہ کی نئے سرے سے تعمیر شروع کی۔ اس وقت نبی ﷺ نے بھی اس کی تعمیر میں شریک تھے اور حجر اسود کو اپنی جگہ پر رکھنے کا اعزاز و امتیاز بھی نبی ﷺ کو حاصل ہوا۔³³

[حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ خانہ کعبہ زمین سے دو ہزار سال پہلے رکھی گئی، اور اس وقت خانہ کعبہ مکھن کی طرح سفید تھی، اور عرش پانی پر تھا، اور زمین اسکے نیچے تھی جیسا کہ سوکھی کھجور، پس یہ اسکے نیچے پھلائی گئی تھی۔³⁴]

[حضرت عبد اللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ خانہ کعبہ زمین سے دو ہزار سال قبل رکھی گئی، اور زمین اسکے نیچے پھلائی گئی۔ مجاہد نے کہا: اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: {پس لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دو}، مجاہد کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ "افندۃ الناس" فرماتے تو اس میں فارس اور روم بھی شامل ہو جاتے۔³⁵]

[حضرت عبداللہ بن عمرو سے بیان فرماتے ہیں کہ جب آدم کو اللہ نے جنت سے نیچے اتارا تو فرمایا: میں آپ کے ساتھ گھر جا رہا ہوں طواف کرنا ہے اسکا جس طرح سے یہ طواف کرتا ہے میرے عرش کا۔ اور نماز پڑھنا ہے اسکے پاس جیسا کہ یہ نماز پڑھتا ہے میرے عرش کے پاس۔ پس جب طوفان کا زمانہ آگیا تو اسکو اٹھایا گیا اور انبیاء علیہم السلام اسکی جگہ جانے بغیر اس کا حج کیا کرتے تھے، پھر ابراہیم کو اسکی خبر دے دی گئی پس انہوں نے اسکو پانچ پہاڑوں سے تعمیر کیا: حراء، شبیر، لبنان، کوہ طور اور کوہ حبر۔ پس جو کوئی بھی اس کی استطاعت رکھ سکتا ہو اسکو چاہیے کہ اس کا حج کرے۔^[36]

[حضرت عبداللہ بن عمرو سے کا بیان ہے کہ جب آدم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کی زمین پر بھیجا تو آپ ﷺ کے پاس جنت کے پودوں سے ایک پودا تھا تو اسکو وہاں پر لگایا۔ اور آپ کا سر آسمان پر تھا اور پیر زمین پر تھے اور وہ فرشتوں کے کلام سن رہے تھے اور اس سے لطف پاتے تھے، اور وہ پیار بھری نظروں سے دیکھتے تھے، لہذا ان کا قد ستر ذراع کم کر دیا گیا۔ پس اللہ پاک نے نازل فرمایا: میں نے تمہارے لیے ایک گھر اتارا ہے تاکہ اس کا طواف ہو جیسا کہ فرشتے میرے عرش کا طواف کرتے ہیں، اور اس میں نماز ادا ہو جیسا کہ فرشتے میرے عرش کے قریب نماز ادا کرتے ہیں۔ پس آدم ﷺ گھر کی بڑھے۔ حضرت آدم جس جگہ قدم رکھتے وہ جگہ شہر اور خالی جگہ جنگل و بیابان بنتے چلے گئے یہاں تک کہ وہ مکہ آگئے۔ پس وہ صفا کے دروازے سے داخل ہو گئے اور گھر کا طواف کیا اور اس میں نماز ادا کی، پھر شام کے لیے نکل گئے اور اور وہی انتقال پا گئے۔^[37]

[حضرت محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ اٹھائیس برس کی عمر میں وفات پا گئی اور وہ قریش کے تعمیر کعبہ کے وقت پیدا ہوئی تھیں، اور قریش نے کعبہ کی تعمیر بعثت نبی ﷺ کے سات سال اور چھ ماہ پہلے کی تھیں۔ اور نبی ﷺ بعثت کے بعد دس سال مکہ میں قیام پذیر رہے، پھر ہجرت کی، دس سال مزید گزارے۔ پھر فاطمہ اسکے بعد چھ ماہ زندہ رہی اور ہجرت کے گیارویں سال وفات پا گئیں۔^[38]

قبل از بعثت متلاشیانِ حق: زید ابن عمرو ابن نفیل اور ورقہ ابن نوفل کا بیان

قریش سب کے سب بت پرست تھے تاہم ان میں سے بعض لوگ حق پرست تھے اور وہ بتوں کی پرستش نہیں کرتے تھے اور ملک در ملک پھر کر مذہب ابراہیم اور دین حنیف کی تلاش کرتے تھے۔ یہ افراد کل چار تھے۔ ورقہ ابن نوفل، عبید اللہ ابن جحش، عثمان ابن حویرث اور زید ابن عمرو ابن نفیل۔ ان میں سے ورقہ ابن نوفل اور عثمان ابن حویرث نے نصرانیت اختیار کیں، عبید اللہ ابن جحش اسی حالت میں رہا حتیٰ کہ اسلام آیا اور وہ مسلمان ہو گیا اور حبشہ ہجرت کی۔ وہاں جا کر مرتد ہو گیا اور نصرانیت اختیار کی اور اسی حالت پر وہ مر گیا۔

چوتھا شخص یعنی زید بن عمرو یہودی یا نصرانی کچھ نہیں ہو اور اپنی قوم سے بھی الگ ہو گیا۔ وہ بتوں کی عبادت اور قربانیوں کے قریب نہ جاتا تھا۔ اور خود کو ابراہیم کے مذہب کا پیروکار کہا کرتا تھا۔³⁹

[حضرت آسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ زید ابن عمر وابن نفیل جاہلیت میں کعبہ کی دیوار کے ساتھ ٹھیک لگائے کھڑے تھے، اور کہتے: اے اہل قریش! میں اپنے سوا کسی اور کو دین ابراہیمی پر چلنے والا نہیں پاتا۔ اور انہوں نے مورتیوں کی عبادت اور اسکے نام کی ذبح کو کھانا بھی چھوڑ دیا۔ اور زندہ درگور کئے جانے والیوں کا فدیہ ادا کر کے انکو چھڑا لیتے تھے۔ اور زید بن عمرو نے کہا: جن وانس مجھ سے کتر جاتے ہیں۔ جس طرح ایک سخت چڑا اتر جاتا ہے۔⁴⁰

[حضرت نفیل بن ہشام بن وسعید بن زید اپنے والد سے، ان کے والد ان کے دادا سے ذکر کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ حضرت ورقہ ابن نوفل اور زید ابن عمرو دونوں دین کی تلاش میں نکلے، جب ملک شام سے گزرے تو ورقہ تو نصرانی ہو گئے، زید سے کہا گیا: آپ جو طلب کر رہے ہیں وہ آگے ہے۔ حضرت زید چلے یہاں تک کہ موصل آئے، وہاں ایک راہب تھا، اس نے کہا: یہ سواری والا کہاں سے آیا ہے؟ کہا: ابراہیم کے شہر سے۔ اس نے کہا: کیا تلاش کر رہے ہو؟ کہا: دین! اس نے کہا: نصرانی مذہب قبول کریں۔ زید نے ماننے سے انکار کر دیا، کہا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اس نے کہا: جس کو تو تلاش کر رہا ہے، عنقریب تیرے شہر میں آنے والا ہے۔ پس وہ تشریف لائے اس حال میں کہ وہ نعرے لگا رہے تھے: میں حاضر ہوں، حق ہے، حق ہے، عبادت کرنا اور نرمی کرنا ہے، مجھے نیکی کی تلاش ہے لیکن فوراً نہیں ملی، کیا میں ہجرت کرنے والا ہوں اس شخص کی مثل جس نے کہا تھا: میں نے پناہ لی اس سے جس سے ابراہیم علیہ السلام نے پناہ لی اس حال میں کہ وہ کھڑے تھے، تیرے لیے میں نے ہر چیز کی نفی کی، اے اللہ! تو مددگار ہے، دشمن کو برباد کرنے والا ہے، جب تو نے مجھے مشکل اٹھانے پر مجبور کیا ہے تو میں مشکل اٹھاؤں گا، پھر گرے اور کعبہ کو سجدہ کر رہے تھے۔ راوی کا بیان ہے: زید بن عمرو، بنی کریم اور زید ابن حارثہ کے قریب سے گزرے اور وہ دونوں اپنے کھانے سے کھا رہے تھے، انہوں نے اسے دعوت دی، اس نے جواب دیا: جو چیز بتوں کے نام پر ذبح ہوئی ہو، میں اس سے نہیں کھاتا، اے میرے بھائی کے بیٹے! نبی کریم کو بتوں کے نام پر ذبح کی ہوئی چیز کھاتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ مبعوث ہوئے۔ راوی کہتے ہیں: اور سعید ابن زید نے نبی کریم کے پاس آکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! زید اسی طرح تھا جس طرح آپ نے دیکھ لیا جیسے آپ کو خبر پہنچی، اس کے لیے استغفار کریں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! پس آپ نے اس کے لیے استغفار کی کیونکہ وہ قیامت کے دن ایک اکیلا امت بنا کر اٹھایا جائے گا۔⁴¹

[حضرت اسامہ بن زید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ تشریف لے چلے جبکہ آپ میرے پیچھے سواری پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انصار میں سے ایک نصب کی طرف جا رہے تھے۔ پس ہم لوگوں نے اس کے لیے ایک بکری ذبح کی۔ پھر اسکو ایک برتن میں رکھا۔ پس جب وہ پک گئی تو ہم نے اس کو نکال کر دسترخوان پر رکھا، پھر رسول کریم اپنی سواری پر بیٹھ گئے، اس حال میں کہ آپ میرے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، پس جب ہم مکہ کے بلند حصے پر تھے تو زید بن عمرو بن نفیل آپ سے ملا تو ان میں سے ایک نے زمانہ جاہلیت والا سلام اپنے ساتھی کو کیا۔ پس رسول کریم نے فرمایا: کیا بات ہے کہ میں تیری قوم کو تیرے ساتھ ناراض دیکھتا ہوں؟ اس نے کہا: قسم بخدا! یہ راہ اللہ ہے، میں نے ان سے کوئی زیادتی تو نہیں کی ہے، بس یہی ہے کہ میں ان کو گمراہ دیکھتا ہوں۔ پس میں اس دین کی تلاش میں نکلا، پہلے میں خیر کے عمل کے پاس آیا، انکو میں نے اللہ کی عبادت میں شرک کرتے دیکھا، میں نے کہا: یہ وہ دین نہیں ہے جس کو میں تلاش کر رہا ہوں حتیٰ کہ میں شامی علماء کے پاس آیا، ان کو بھی میں نے اللہ کی عبادت میں شرک کرتے ہوئے پایا۔ میں نے کہا: یہ بھی وہ دین نہیں ہے جس کی تلاش میں، میں نکلا ہوں۔ پس شامی علماء میں سے ایک نے کہا: تو جس دین کے بارے میں پوچھتا ہے، ہم نہیں جاننے کسی کو جو صرف اللہ کی عبادت کرتا ہو مگر ایک شخص ہے جو جزیرہ میں ہے۔ پس میں نکلا یہاں تک کہ آپ کے پاس آیا، پس میں نے اسکو اپنے مقصد کی اطلاع دی، جس کے لیے میں نکلا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: بے شک جس کو بھی تو دیکھتا ہے وہ گمراہی میں ہے اور تو اللہ اور اسکے فرشتوں کا دین تلاش کر رہا ہے حالانکہ تیرے اپنے ملک میں ایک نبی ہے، یا کہا: وہ تشریف لانے والا ہے۔ پس واپس لوٹ جا۔ اسی کی تصدیق کر اور اسی پر ایمان لے آ۔ پس میں واپس لوٹا۔ پس اس کے بعد میں نے کسی نبی کی آزمائش نہیں کی۔ پس نبی کریم ﷺ نے اپنی سواری کو بٹھایا۔ پس اس کے سامنے دسترخوان رکھا تو اس نے کہا: یہ کیا ہے؟ کہا: بکری ہے جو ہم نے فلاں نصب کے لئے ذبح کی ہے، زید بن عمرو نے کہا: بے شک ہم کسی ایسی چیز کو نہیں کھاتے ہیں جو غیر اللہ کے لیے ذبح کی گئی ہو۔ پھر ہم جدا ہو گئے۔ راوی کا بیان ہے: حضرت زید بن نفیل، رسول کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی وصال کر گئے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز وہ اکیلا ہی ایک امت بن کر اٹھے گا۔^[42]

[آساء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ورقہ بن نوفل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ

ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن یہ ایک امت کی شکل میں اٹھایا جائے گا۔^{[43][44]}

[حضرت محمد ابن مطعم ابن جبیر اپنے والد جبیر ابن مطعم سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں زمانہ جاہلیت

میں تجارت کے لیے ملک شام گیا تھا، جب میں ملک شام کے قریب ہوا تو مجھے اہل کتاب میں سے ایک آدمی ملا، اس نے کہا:

کیا تمہارے پاس ایسا آدمی ہے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہو؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: تو ان کی تصویر دیکھنے کے بعد پہچان لے گا؟ میں نے کہا: ہاں! تو وہ مجھے اپنے ایسے گھر لے گیا جس میں تصویریں تھیں، میں نے وہاں حضور ﷺ کی تصویر نہیں دیکھی، ہم اس حالت میں تھے کہ اتنے میں ہمارے پاس ایک آدمی آیا، اس نے کہا: تم کیا تلاش کر رہے ہو؟ ہم نے اس کو بتایا تو وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا، تھوڑی دیر بعد میں داخل ہوا تو میں نے آپ ﷺ کی تصویر دیکھی، ایک شخص آپ ﷺ کے پیچھے آپ کو پکڑے ہوئے کھڑا ہے، میں کہا: جو آدمی آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہے یہ کون ہے؟ اس نے کہا: جو بھی نبی آیا اس کے بعد نبی آتا رہا ہے مگر آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، یہ اس کے بعد خلیفہ ہوگا، اور وہ حضرت ابو بکر کا حلیہ تھا۔^[45]

حواشی وحوالہ جات

- ¹ ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد، طبقات کبری، ت: محمد ابن عبد قادر عطا، دار الکتب العلمیہ - بیروت، ط 1، 1410ھ - 1990م - 51/1۔
- ² 6585۔ معجم کبیر، ج 7، ص 6724، ج 7، ص 168۔ اور اس کے رجال صحیح ہیں۔ اٹھینسی، ابو الحسن نور الدین علی ابن ابی بکر، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، تحقیق: حسام الدین القدسی، مکتبۃ القدسی، قاہرہ، 1414ھ - 1994م، ج 13836، ص 218، ج 8۔ البانی، ابو عبد الرحمن محمد ناصر الدین، صحیح الجامع الصغیر و زیادہ، المکتب الاسلامی، ج 144، ص 1، ج 1، ص 304۔
- ³ 644، معجم کبیر، ج 645، ص 235، باب۔ سنن ابن ماجہ، ج 2612، ص 871۔ باب من نفی زحلاً بن قیلوبہ۔ و مسند ابی داؤد الطیالسی، ج 1145، ص 2، ص 377، باب والأشعث بن قیس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور مسند احمد، ج 21839 و 21845، ج 36، ص 160 و 165، باب حدیث الأشعث بن قیس الکلبی۔
- ⁴ معجم کبیر، ج 2633، ص 3، ج 44۔ مجمع، طبرانی نے اس کو بیان کیا ہے اور اس کے راوی صحیح ہیں۔ ج 7430، ص 4، ج 4، ص 272۔
- ⁵ معجم کبیر، ج 2638، 2637، 12388 میں ابن عباس کے طریقے سے، ج 3 و 12، ص 45 و 34۔ المستدرک، ج 3312، یہ حدیث مسلم کی شرط پر ہے اور آپ نے آخذ نہیں کیا ہے۔ [تلخیص الذہبی]۔ مفضل سے صرف ترمذی نے بیان کیا ہے اور اس کو ضعیف ٹھہرایا ہے۔ ج 2، ص 373، باب تفسیر سورۃ ہود بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ج 4720، [تلخیص الذہبی] مفضل بن صالح و ابی ہے۔ ج 3، ص 163۔ باب ومن مناقب اهل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ⁶ 752، معجم کبیر، ج 753، ص 1، ج 259۔ مجمع، طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں بیان کیا ہے اور اس میں محمد ابن سم ابو بلال ہے اور اکثریت کے نزدیک ثقہ ہے جبکہ اس میں ضعف ہے، اور باقی راوی صحیح ہیں، اور بزار نے بھی بیان کیا ہے۔ ج 16459، ج 10، ص 27، [باب ما جاء في فضل قرئيش]۔ و مسند البزار، ابو بکر احمد ابن عمرو، تحقیق: محفوظ الرحمن زین اللہ، (جزء 1 سے 9 تک) اور عادل بن سعد (جزء 10 سے 17 تک) اور صبری عبد الطالق الشافعی (جزء 18) مکتبۃ علوم و حکم۔ المدینۃ المنورۃ، ط 1، (1988م - 2009م)، ج 4، ص 9، باب و ممّا روى يوسف بن الحكم، عن محمد بن سعد، عن أبيه۔
- ⁷ معجم کبیر، ج 201، ص 17، ج 86۔ مجمع، طبرانی نے بیان کیا ہے اور اس میں حسن سلوی ہے اور اس کو نہیں جانتا اور باقی رجال ثقہ ہیں۔ ج 16445، ج 10، ص 23، [باب ما جاء في فضل قرئيش]۔
- ⁸ 2848، معجم کبیر، ج 2917، ص 3، ج 137۔ مجمع، طبرانی نے بیان کیا ہے اور اس میں عبد العزیز ابن عمران ہے اور وہ مترک ہے۔ ج 13885، ج 8، ص 230۔ [باب ما كان عند اهل الكتاب من امر نبوته صلی اللہ علیہ وسلم]۔

- 26 معجم کبیر، ج 1، ص 744، ج 1، ص 257۔ مجمع، بیٹی فرماتے ہیں: بعض اس میں صحیح ہیں۔ طبرانی نے اس کو بیان کیا ہے اور اس میں رشدین ابن سعد ہے اور اس کو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ج 13844، ص 8، ج 8، ص 223۔
- 27 سیرہ ابن ہشام، 1/187۔
- 28 معجم کبیر، ج 1085، ج 22، ص 444 اور ج 12838، ج 12، ص 186۔ مجمع، ج 9، ص 15264/220۔ احمد اور طبرانی نے بیان کیا ہے اور دونوں کے رجال صحیح ہیں۔ و احمد ابن حنبل، المسند: شعیب ارنووط - عادل مرشد، وآخرون، اشراف: ڈاکٹر عبد اللہ بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، ط 1، 1421ھ - 2001م، ج 2849، ص 46/5۔
- 29 معجم کبیر، ج 1086، ج 22، ص 445۔ مجمع، ج 9، ص 15385، 253/9۔ طبرانی نے اس کو مرسل بیان کیا ہے اور اس میں زہیر بن علاء ہے اور وہ ضعیف ہے۔
- 30 معجم کبیر، ج 1095، ج 22، ص 450۔ البخاری، محمد ابن اسماعیل، صحیح بخاری، ت: محمد زہیر ابن ناصر ناصر، دار طوق النجاة، ط 1، 1422ھ - ج 3896، باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ، وفؤدومها المدینة، وبنائہ ہا، 5/56۔
- 31 طبقات ابن سعد، ج 1، ص 38۔
- 32 ابن خلدون، عبد الرحمن ابن محمد، دیوان المبتداء والخبر فی تاریخ العرب، دار الفکر - بیروت، ط 2، 1408ھ - 1988م - ج 2، ص 42۔
- 33 الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الطبری، دار التراث - بیروت، ط 2، 1387ھ - ج 2، ص 283۔
- 34 معجم کبیر، ج 14154، 14155، ج 13، ص 341۔ مجمع، طبرانی نے کبیر میں بیان کیا ہے اور اس کے راوی صحیح ہیں۔ ج 5727، ج 3، ص 288۔
- 35 معجم کبیر، ج 14156، ج 13، ص 342۔ مجمع، طبرانی نے کبیر میں بیان کیا ہے اور اس کے راوی صحیح ہیں۔ ج 5728، ج 3، ص 289۔
- 36 معجم کبیر، ج 14157، ج 13، ص 342۔ مجمع، طبرانی نے کبیر میں موقوفا بیان کیا ہے اور اس کے راوی صحیح ہیں۔ ج 3، ص 288۔
- 37 معجم کبیر، ج 14158، ج 13، ص 343۔ مجمع، طبرانی نے کبیر میں بیان کیا ہے اور اس میں نہاس بن قہم ہے اور وہ متروک ہے۔ ج 5726، ج 3، ص 288۔
- 38 المعجم الکبیر، ج 998، ج 22، ص 399۔ مجمع، طبرانی نے بیان کیا ہے اور اس کے رجال ابن اسحاق تک ثقہ ہیں۔ ج 15222، ج 9، ص 211۔
- 39 ابن ہشام، عبد الملک - السیرہ النبویہ، مصطفی السقا، ابراہیم الایباری اور عبد الحفیظ شلی، شرکہ مکتبہ و مطبعہ مصطفی البابی الحلبي واولادہ بصرہ، ط 2، 1375ھ - 1955م - 1/222-224۔ باب ذکر ورثہ بن نوفل، عبید اللہ ابن جحش، عثمان ابن حرث اور زید ابن عمرو۔
- 40 معجم کبیر، ج 216، ج 24، ص 82۔ طبرانی نے اسکو بیان کیا ہے اور اس کے اسناد حسن ہے۔ مجمع، 16183۔
- 41 معجم کبیر، ج 151/350۔ مجمع، اس کو طبرانی نے بیان کیا ہے، اور بزار نے اس کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے، اور اس میں مسعودی ہے اور اس نے اختلاط کیا ہے، اور باقی راوی صحیح ہیں۔ ج 9، ص 16179/417، [باب ما جاء فی زید بن عمرو بن نقیل]۔ اور الطیالسی، ابو داؤد سلیمان ابن داؤد، مسند ابو داؤد الطیالسی، تحقیق: ڈاکٹر محمد ابن عبد المحسن ترکی، دار بجر - مصر، ط 1، 1419ھ بمطابق 1999م، ج 1، ص 231/189، باب أحادیث سعید بن زید بن عمرو بن نقیل رضی اللہ عنہ۔ اور البزار، أبو بکر أحمد ابن عمرو، مسند البزار المشهور باسم البحر الزخار، تحقیق: محفوظ الرحمن زین اللہ، (جزء 1 سے 9 تک)، اور عادل ابن سعد (جزء 10 سے 17 تک)، اور صبری عبد الحائق شافعی (جزء 18)، مکتبہ العلوم والحکم - المدینة المنورة، ط 1، 1998م - 2009م، ج 4، ص 1267/93، باب ومما زوی نقیل بن ہشام، عن أبيه، عن سعید بن زید۔
- 42 معجم کبیر، ج 5، ص 4663/86۔ اور السنن الکبری، ج 7، ص 8132/325، باب زید بن عمرو ابن نوفیل رضی اللہ عنہ، اور المستدرک، ج 3، ص 4956/238، باب ذکر مناقب زید ابن حادشہ، ذہبی کا حکم: علی شرط مسلم۔
- 43 معجم کبیر، ج 5، ص 4664/86۔

⁴⁴ معجم کبیر، ج 5، 217/82۔ طبرانی نے بیان کیا ہے، اور اس کے راوی صحیح ہیں۔ مجمع، طبرانی نے بیان کیا ہے اور اس کے راوی صحیح ہیں، ج،

16176، ج 9، ص 416۔

⁴⁵ معجم کبیر، ج 1537، ج 2، ص 125۔